تفسیر محمدی ملقب بہ موضح فرقان کی عمومی خصوصیات

*ڈاکٹر محمد حمود لکھوی

The maiden Punjabi Tafseer of the Holy Quran in the history of Quranic exegeses is "Tafseer-e-Muhammadi" which has also been given a historical name "Moodheh-e-Furqan".It is a detailed interpretation of The Holy Quran comprising seven volumes and more than three thousand full size pages. Hafiz Muhammad Bin Barakallh, who was a renowned religious scholar of the sub-continent, wrote this exegesis in 1871 AD /1288 AH."Tafseer-e-Muhammadi" is divided into seven volumes according to the stages or (Manazil) of the Holy Quran. Every volume covers a stage or Manzil of the Holy Quran. This sense of division while writing the exegesis of the Holy Quran is very rare and makes this aspect of the Tafseer distinctive too. It is written in Punjabi couplet keeping in view the mental level and acceptability of the people of the province of the Punjab in Pakistan. The style of "Tafseer-e-Muhammadi" is poetic and expressive based on versified text. Apart from its technical assessment, a general estimate and salient features are discussed in this paper.

تفسیر محمدی ملقب بہ موضح فرقان قرآن حکیم کی سب سے پہلی منظوم پنجابی تفسیر ہے۔ یہ مکمل تفسیر قرآن مجید فرقان حمید کی سات منازل کے مطابق سات جلدوں پر مبنی ہے۔ اس تفسیر قرآن کو موضح فرقان کا نام اس لئے دیا گیا کہ موضح فرقان کے حروف تہجی کے مجموعے کا حاصل حروف ابجد کے اعتبار سے 1285 بنتا ہے جو کہ 1285ھ اس تفسیر کا سن آغاز ہے۔ چنانچہ مصنف نے انتہائی مہارت سے اپنی تفسیر کے سن آغاز کے ہندسوں کو حروف تہجی میں ترتیب دے کر اپنی تفسیر کا نام موضح فرقان تجویز کیا۔ جو کہ تفسیر محمدی کے نام سے مشہور ہوئی۔

حافظ محمدؒ لکھوی اس تفسیر کے مصنف ہیں جو کہ حافظ محمد بن بارک اللہ لکھو کے والے کے نام سے مشہور ہیں۔ حافظ محمدؒ صاحب نے 1285ھ بمطابق 1868ء میں اس تفسیر کا آغاز کیا۔ اور دس سالوں میں اس تفسیر کی تکمیل ہوئی اس تفسیر کی پہلی منزل آغاز کار سے دو سال بعد 1287ھ میں پہلی بار شائع ہوئی۔ اس کے بعد اس تفسیر کے کئی ایڈیشن مسلسل شائع ہوتے رہے۔ سب کے آخری اشاعت ۱۳۴۹ھ کی ملتی ہے۔ اس کے

* پرنسپل گورنمنٹ کالج رینالہ خورد، ضلع اوکاڑہ

بعد طویل عرصہ تقریباً ۸۴ سال بعد رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۰۰۲ء میں تفسیر محمدی مکمل سات جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔

تفسیر محمدی کئی امتیازی خصوصیات کی حامل ہے۔اس تفسیر محمدی میں تراجم ہیں ایک فارسی زبان میں ہے۔ جو کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ کی فارسی تفسیر فتح الرحمٰن سے ماخوذ ہے۔اور دوسرا ترجمہ پنجابی نثر میں ہے۔ جو کہ حافظ محمدؒ صاحب کی تبحر علمی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔علاوہ ازیں تفسیر محمدی کی دیگر عمومی خصوصیات درج ذیل ہیں۔

اولیت:

تفسیر محمدی انیسویں صدی عیسوی کی اہم تفاسیر میں سے ایک تفسیر ہے۔ جو برصغیر پاک و ہند میں پنجابی بولنے والے مسلمانوں میں شہرت رکھتی ہے۔ یہ پنجابی زبان وادب میں یکتائے روزگار ہے۔ اور پنجابی زبان میں قرآن مجید کی تفاسیر میں سے سب سے پہلی مکمل تفسیر قرآن ہونے کا درجہ رکھتی ہے۔اور بہت سی علمی اور ادبی خوبیوں سے مالا مال ہے۔ اس تفسیر کے خصائص بے انتہا ہیں۔جن کا شمار ناممکن ہے۔اصولی طور پر یہ ایک مکمل تفسیر ہے۔جو اصول تفسیر کے معیار پر پورا اترتی ہے۔تاریخی طور پر بھی یہ تفسیر اعلیٰ مقام کی حامل ہے۔

تاریخ تفسیر کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ پنجابی زبان کی اولین تفسیر ہے۔ اور جس طرح حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو برصغیر پاک و ہند میں سب سے پہلے قرآن مجید کا فارسی ترجمہ کرنے کا شرف حاصل ہے اسی طرح حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کو پنجابی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ اور مکمل پنجابی منظوم تفسیر لکھنے میں اولیت حاصل ہے۔آپؒ پنجابی ترجمہ وتفسیر کے بانی کی حیثیت رکھتے ہیں۔اس تفسیر کی اولیت کے بارے میں حضرت مولانا معین الدین لکھوی مدظلہ العالی ستارہ امتیاز لکھتے ہیں:۔

> ''حضرت ولی اللہ دہلوی نے ہندوستان کے لوگوں کو قرآن حکیم کے فارسی ترجمہ سے روشناس کرا کے اولیت حاصل کی تھی۔مگر حافظ محمدؒ نے اپنے پنجابی بھائیوں کے سامنے تفسیر کھول کر رکھ دی۔جس کی مثال آپ سے قبل یا بعد کہیں نہیں ملتی'' [1]

بلا مبالغہ تفسیر محمدی سب سے اولین پنجابی تفسیر ہے۔اس سے قبل پنجابی زبان میں جو تراجم یا تفاسیر لکھی گئیں وہ قرآن مجید کے مکمل تراجم یا تفاسیر نہیں ہیں۔ ان میں اکثر تراجم وتفاسیر مختلف سورتوں یا پاروں تک محدود ہیں۔ مکمل پنجابی زبان کی یہ سب سے اولین تفسیر ہے۔

جمیل نقوی صاحب نے اپنی کتاب ''اردو تفاسیر'' میں ضمیمہ الف (۳) میں پنجابی تفاسیر کی فہرست پیش کی ہے۔ یہ فہرست مطالعہ کے لیے پیش خدمت ہے:۔

''۱۔ احمد دین، شیخ۔تفسیر سورۃ لقمان۔لاہور: رفاہ عام پریس، ۱۳۴۸ھ

۲۔ احمد یار مرالوی۔تفسیر سورہ یوسف

۳۔ ارم، محمد نواز۔تفسیر سورہ فاتحہ (پنجابی) تفسیر سورہ یٰسین (پنجابی) تفسیر عزیزی پارہ اول (پنجابی)

۴۔ ازہر، مولوی۔ قصص المحسنین، تفسیر سورہ یوسف (بحوالہ فہرست کتب خانہ عبدالاحد، تاجر کتب، امرتسر)

۵۔ برخوردار، حافظ۔احسن القصص۔تفسیر سورہ یوسف

۶۔ جان محمد، بیان تفسیر القرآن (بحوالہ فہرست کتب خانہ الٰہی بخش وجلال دین، لاہور)

۷۔ حبیب اللہ، محمد۔ اکرام مصطفیٰ فی تفسیر سورۃ والضحیٰ۔منزل نقشبندیہ (ص ۲۷۰) ترجمہ تحت اللفظ اردو

۸۔ حبیب اللہ محمد۔ مذاق العارفین الیٰ قصص المحسنین، لاہور: کریمی پریس (صفحات ۷۰۸)

۹۔ دلپذیر بھیروی، محمد۔تفسیر اکرام محمدی

۱۰۔ روشن دین، مولوی۔شمع محمدی (تفسیر سورۃ الہمزہ) بحوالہ مراسلہ قاضی محمد امین مدرس بنام ادارہ سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر۔

۱۱۔ سلیمان ڈومیلوی (جہلم) محمد۔تفسیر سورہ یوسف مسمّی بہ تحقیق انیق فی قصہ یوسف الصدیق۔ سیالکوٹ۔مفید

عام پریس، ۱۳۲۸ھ (ترجمہ وتفسیر پنجابی میں مگر حواشی اردو میں ہیں)

۱۲۔ شمس الدین بخاری۔تفسیر القرآن۔امرتسر۔۱۳۱۲ھ

۱۳۔ صدیق لالی، محمد۔تفسیر سورہ یوسف (پنجابی) بحوالہ مراسلہ قاضی محمد امین مدرس بنام ادارہ سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر

۱۴۔ ظفر اقبال ابن غلام قادر فصیح۔تفسیر۔(بحوالہ نمائش قرآن مجید۔اسلامیہ کالج لاہور)

۱۵۔ عبدالرحمٰن درد۔قصص المحسنین۔(سورہ یوسف)

۱۶۔ عبدالستار محدث دہلوی۔ اکرام محمدی (تفسیر سورۃ الضحیٰ) پنجابی کے ساتھ اردو ترجمہ۔ لاہور: ۱۱۴۵ھ/۱۹۳۹ء

۱۷۔ عمر اتالیہ، محمد۔قرآن مجید مترجم پنجابی مع تفسیر نور ''علیٰ نور۔مشہور تفسیر محمد امینی پنجابی۔لاہور۔رفاہ عامہ پریس۔۱۳۱۸ھ (ص ۱۴۸)۔(تفسیر کا نام مصنف نے اپنے مرشد سید محمد امین المعروف سندھی شاہ

نقشبندی آلومہاروی کے نام پر رکھا)

۱۸۔ فضل شاہ نواں کوٹی (م ۱۸۹۰ء) یوسف زلیخا۔ تفسیر سورہ یوسف۔ لاہور: ملک خدا بخش تاجران کتب، ۱۳۰۲ھ

۱۹۔ کرم الٰہی۔ قصص المحسنین (تفسیر سورہ یوسف) زیر متن ترجمہ اردو (بحوالہ فہرست کتب خانہ عبدالاحد، تاجر کتب)

۲۰۔ محمد بن بارک اللہ، محمد لکھو کے والے (وفات ۱۳۱۱ھ) تفسیر محمدی مسمیٰ موضح فرقان (بالحق، م ۱۲۸۵ھ) مع تفسیر فتح الرحمٰن (شاہ ولی اللہ) پنجابی نظم مطبوعہ ۱۸۷۱ء

۲۱۔ موتیوں کی لڑی۔ تفسیر سورہ فاتحہ وار بع قل

۲۲۔ تفسیر سورہ یٰسین

۲۳۔ تفسیر عزیزی

۲۴۔ تفسیر قاری ۲؎

درج بالا تفاسیر میں سے اکثر ایک سورۃ یا چند سورتوں اور چند پاروں تک محدود ہیں۔

قرآن مجید کی تفسیر جو محمد عمر اتالیہ نے لکھی ہے جو تفسیر امینی پنجابی کے نام سے مشہور ہے قرآن پاک کی مکمل تفسیر معلوم ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اس فہرست میں کوئی تفسیر مکمل تفسیر نہیں ہے۔ اور محمد عمر اتالیہ کی تفسیر امینی بھی ۱۳۱۸ھ میں رفاہ عام پریس نے شائع کی ہے۔ جبکہ تفسیر محمدی ۱۲۸۵ھ میں لکھی گئی۔ اس کے متعلق ڈاکٹر محمد باقر لکھتے ہیں:۔

> ''حافظ محمد بن بارکؒ نے ۱۸۶۹ء/۱۲۸۶ھ میں یہ تفسیر لکھنی شروع کی تھی اور دس سال میں ۱۸۷۹ء/۱۲۹۶ھ میں تکمیل کو پہنچی تھی۔ اس کی پہلی منزل آغاز کار سے دو سال کے اندر یعنی ۱۸۷۱ء/۱۲۸۸ھ میں پہلی مرتبہ شائع ہو چکی تھی''۔ ۳؎

اس لحاظ سے تفسیر محمدی پنجابی زبان میں لکھی جانے والی تمام تفاسیر سے قدیم و اولین تفسیرِ قرآن ہے۔

جمیل نقوی صاحب نے ''منظوم تفاسیر'' کی بھی ایک فہرست پیش کی ہے۔ جس کے مطالعہ سے تفسیر محمدی کی اولیت کی تصدیق ہوتی ہے۔ اس کتاب ''اردو تفاسیر میں پنجابی منظوم تفاسیر'' کی تفصیل اس طرح بیان کرتے ہیں:۔

۱۔ اشرف علی، مولوی (ساکن گلیانہ ضلع گجرات)۔ سورہ یٰسین، سورہ الرحمٰن، سورہ ملک، سورہ مزمل اور سورہ النباء کی منظوم تفسیر۔ پنجابی۔ ۱۳۳۹ھ

۲۔ اظہر حنفی بھیروی، محمد۔ قصص المحسنین معروف بہ گلزار یوسف۔ سورہ یوسف کی پنجابی منظوم تفسیر۔ لاہور۔۱۹۰۹ء

۳۔ چراغ دین، واعظ۔ چراغ روشن مع تفسیر سورہ مریم (منظوم) امرتسر: مطبع مجددی (بفرمائش شیخ عبدالرحمٰن حبیب الرحمٰن تاجران کتب، امرتسر)

۴۔ حبیب اللہ، محمد حبیب التفسیر معروف بہ تفسیر نعمانی (سورہ فاتحہ) منظوم پنجابی ترجمہ۔ زیر متن اردو ترجمہ۔ ص۸۰، لاہور: حمیدیہ اسٹیم پریس۔ تاریخ طباعت نامعلوم۔

۵۔ حبیب التفاسیر معروف بہ تفسیر نعمانی۔ منظوم پنجابی ترجمہ زیر متن اردو لاہور: کریمی پریس، ۱۹۲۸ء۔ دس پارے (ایک اورایڈیشن) حوالہ فہرست کتب کریمی پریس بک ڈپو لاہور)

۶۔ حبیب اللہ، محمد۔ رفیق الجنان تفسیر یٰسین الفرقان۔ منظوم پنجابی ترجمہ زیر متن اردو۔ لاہور: اسلامیہ اسٹیم پریس، ۱۳۲۶ھ (ص۴۰)

۷۔ حبیب اللہ، محمد۔ تفسیر سورہ یٰسین پنجابی منظوم مع ترجمہ اردو۔ لاہور: ۱۹۰۳ء۔

۸۔ دلپذیر بھیروی، محمد۔ تفسیر دلپذیری، ۱۰ پارے (بحوالہ پنجابی شاعراں دا تذکرہ از مولا بخش کشتہ، ص ۳۳۸

۹۔ دین محمد متخلص بہ میاں جان، تفسیر قرآن مجید۔ ربع اخیر پارہ عم۔ ترجمہ پنجابی نثر میں۔ تفسیر پنجابی نظم میں۔ حاشیہ اردو میں) امرتسر دبیر ہند پریس۔

۱۰۔ سلیمان ڈومیلوی، محمد۔ تفسیر منظوم سورہ یوسف المسمیٰ بہ التحقیق الدنیق فی قصہ یوسف الصدیق سیالکوٹ: مفید عام پریس۔ ۱۳۲۸ھ (ترجمہ زیر متن پنجابی نثر اور حواشی اردو میں)

۱۱۔ عبداللہ احمد، محمد۔ تفسیر القرآن پنجابی منظوم مع اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۹۱۲ء

۱۲۔ عبداللہ احمدی، محمد۔ سورۃ البقر کی تفسیر پنجابی نظم میں مع ترجمہ اردو۔

۱۳۔ عبدالستار، مولوی (م ۱۹۱۳ء) اکرام محمدی (تفسیر سورہ والضحیٰ) منظوم پنجابی، لاہور: روٹری پرنٹنگ ورکس، ۱۹۲۶ء (ص ۴۲۴)

۱۴۔ عبدالستار، مولوی۔ قصص المحسنین یا گلزار یوسف۔ سورہ یوسف کی پنجابی منظوم تفسیر۔ لاہور: ۱۳۲۱ھ

۱۵۔ عبدالعزیز جانشین مولوی غلام رسول ساکن قلعہ میاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ۔ تفسیر عزیزی۔ پارہ اول کا پنجابی نثر میں ترجمہ اور منظوم تفسیر۔ لاہور: ۱۹۰۸ء

۱۶۔ عبدالغفور اسلم جالندھری۔ تفسیر یسیر۔ گجرات: شوکت بک ڈپو، ۱۹۶۸ء۔ ص ۵۸۳۔ ترجمہ زیر متن از شاہ رفیع الدین۔ ترجمہ منظوم پنجابی حاشیہ پر مختصر تفسیر اردو میں۔ (بطرز احسن القصص مولوی غلام

رسول۔ تعداد اشعار ۱۴۰۹۴۸)

۱۷۔ غلام کبریا فتح آبادی۔ رسالہ نورالایمان تفسیر سورہ الرحمٰن۔ منظوم پنجابی (آخر میں پانچ کلموں کا بھی منظوم ترجمہ شامل ہے) لاہور: وکٹوریہ پریس، (ص ۱۶)

۱۸۔ فیروزالدین، محمد۔ مترجم قرآن شریف مترجم منظوم بزبان پنجابی۔ سیالکوٹ: مفید عام پریس، ۱۹۰۳۔۰۴ء

۱۹۔ فیروزالدین ڈسکوی، محمد۔ قرآن شریف مترجم مع مختصر تفسیر فیروزی پنجابی منظوم (ترجمہ اردو تحت اللفظ۔ حواشی اردو نثر) سیالکوٹ: مختلف مطابع ۱۳۲۴۔۱۳۲۰ھ۔ ابتدائی چار پارے اور آخری دو پارے۔

۲۰۔ محمد فیروزالدین فیروز ڈسکوی۔ باغ بہشت یا پنجسورہ مترجم۔ آیات کا ترجمہ پنجابی نثر میں ہے اور تفسیر نظم میں۔

۲۱۔ فیض محمد، مولوی۔ تفسیر سورہ مزمل معروف بہ فیض مکمل۔ پنجابی نثر میں ترجمہ اور نظم میں تفسیر۔ لاہور: ۱۹۰۳ء

۲۲۔ کرم الٰہی (ساکن بھاپال والا۔ سیالکوٹ) کتاب لاجواب تفسیر سورہ یوسف المسمٰی بہ قصص المحسنین جدید منظوم پنجابی۔ لاہور: ۱۹۰۵ء

۲۳۔ محمد امین مدرس۔ تفسیر سورہ یوسف منظوم (غیر مطبوعہ) ۶۰۰ صفحات (ہیر وارث شاہ کی بحر میں)

۲۴۔ محمد بن بارک اللہ (م ۱۳۱۱ھ) تفسیر محمدی (پنجابی تفسیر منظوم (تاریخی نام موضح فرقان) ۱۲۸۵ھ

۲۵۔ محمد (حافظ) بن حافظ بارک اللہ۔ تفسیر محمدی (منظوم) ۷ منزلوں میں مع ترجمہ پنجابی فتح الرحمٰن از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بہ تصرف قلیل ا۔ مرادی ترجمہ منظوم پنجابی اور فوائد بر حاشیہ پنجابی نثر۔ لاہور: مطبع محمدی۔ ۱۸۹۷ء۔ ۱۲۸۸ھ (ص ۲۴۴۲)

۲۶۔ محمد دین ساکن کوٹ بدرالدین۔ تفسیر سورہ مزمل معروف بہ نور مکمل۔ پنجابی منظوم۔ لاہور: نور محمد بچوانہ ۱۹۰۷ء۔ ص ۵۲۸

۲۷۔ محمد حسین احمد آبادی، مولوی۔ تفسیر سورہ یٰسین نظم بزبان پنجابی۔ عربی متن کے ساتھ ترجمہ نثر میں اور تفسیر نظم میں۔ امرتسر۔ عبدالرحمٰن خلف محی الدین، ۱۹۰۲ء

۲۸۔ نبی بخش حلوائی تفسیر نبوی منظوم پنجابی۔ مختلف مطابع ۱۵۔۱۳۱۰ھ۔ ۱۵ جلد۔ ص ۵۴۴۶۔ (ترجمہ تحت اللفظ از شاہ رفیع الدین محدث دہلوی سات جلدوں کا حاشیہ اردو میں۔ ۸ جلدوں کا حاشیہ پنجابی نثر میں) مع تقریظ مولانا اصغر علی روحی۔

۲۹۔ نور محمد۔ تفسیر سورہ الملک ملقب بہ راحت المومنین۔ سورت کا منظوم پنجابی ترجمہ لاہور: ۱۹۰۰ء

۳۰۔ نوری، عبدالحکیم۔ تفسیر آیت بیعت رضوان (پنجابی منظوم) ۱۳۲۰ھ

۳۱۔ نامعلوم الاسم (ایک فاضل اہل زبان) مترجم۔ قرآن مجید مترجم مع مختصر تفسیر پنجابی بر حاشیہ۔ لاہور: صدیقی پریس، ۱۳۱۴ھ (بفرمائش میاں محمد چٹھہ تاجر ریشم، متصل طویلہ شاہ نواز لاہور)

۳۲۔ تفسیر پارہ الم کا سندھی ترجمہ منظوم

۳۳۔ تفسیر ضیاء الایمان مع ترجمہ مرتضائی (منظوم)[۴]

اوپر دی گئی تفاسیر کی فہرست میں تمام تفاسیر کسی نہ کسی سورت یا چند سورتوں پر مشتمل ہیں۔ اس فہرست کے نمبر ۱۱ پر عبداللہ احمدی کی "تفسیر القرآن" ایک مکمل تفسیر معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اس کا سن طباعت ۱۹۰۲ء ہے۔ جو تفسیر محمدی کے بہت بعد کی تصنیف ہے۔ اسی طرح فہرست کے نمبر شمار ۲۸ پر "تفسیری نبوی" کا تذکرہ کیا گیا ہے جو کہ نبی بخش حلوائی کی تصنیف ہے۔ اس کا سن طباعت ۱۵۔۱۳۱۰ھ درج ہے۔ جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ تفسیر بھی تفسیر محمدی کے بعد کی تفسیر ہے۔

درج بالا دونوں فہرستوں کا بغور جائزہ لینے سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ سب سے پہلی اور قدیم ترین مکمل منظوم پنجابی تفسیر "تفسیر محمدی" ہی ہے۔ اس سے قبل کوئی بھی مکمل تفسیر پنجابی زبان میں نہیں ہوئی۔ چنانچہ تفسیر محمدی کی یہ اولین اور ابتدائی حیثیت ایک بنیادی خاصیت ہے جو اس تفسیر کو تمام تفاسیر سے ممتاز کرتی ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اس تفسیر کے بعد بھی اس مقام و مرتبہ کی حامل کوئی تفسیر نہیں لکھی گئی۔ بنگلہ دیش کے نامور محقق ڈاکٹر مظفر حسین لکھتے ہیں:۔

> The earliest punjabi translation of the Qur'an is in verse. It was Hafiz Muhammad bin Barikullah who made this translation. His versefied rendition entitled Tafsir Muhammadi masummah mudhi-i-furqan bazaban punjabi ma'a Tarjamah Farsi was published in Lahore in 1871.[۵]

پنجابی زبان میں سب سے پہلی اور مکمل تفسیر حافظ محمد لکھوی جو مولوی بارک اللہ کے صاحبزادے تھے، نے ۱۲۹۵ھ میں مکمل کی۔ اور ان کے بعد مولوی دلپذیر بھیروی اور مولوی فیروز الدین ڈسکوی المتوفی ۱۳۲۰ھ نے بھی اس طرف ایک قدم اٹھایا۔ مگر یہ حضرات اسے پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکے۔ ان کے علاوہ اور بھی دوسرے علماء نے اسی تیرھویں صدی ہجری کے آخری اور چودھویں صدی ہجری کے آغاز میں تفسیر قرآن کی طرف ایک قدم بڑھایا مگر ان سب کا مقصد تفسیر نگاری صرف ایک رہا ہے۔ اور وہ سورہ یوسف کی تفسیر جو کہ

پنجابی نظم میں لکھی گئی ہے اس سے زائد شاید ہی کسی نے کچھ لکھا ہو۔ان میں پیش پیش مولوی عبدالستار مولوی دلپذیر اور مولوی فیروزالدین ہیں۔ چنانچہ مولوی فیروزالدین نے ''چراغ روشن'' کے نام سے تفسیر سورہ مریم بھی لکھی ہے۔ مگر حال ہی میں یعنی تقریباً آج سے ۳۰ سال پیشتر ایک دوسری کوشش جو کہ اس سلسلے میں پایۂ تکمیل کو پہنچی وہ ''تفسیر نبوی'' ہے جو کہ مولوی صوفی نبی بخش حلوائی التوفی ۱۳۶۵ھ کی ذہنی اور قلمی کاوش کا نتیجہ ہے۔جو کہ عرصہ اکتالیس سال یعنی ۱۳۱۰ھ سے ۱۳۵۱ھ میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔[۶]

ان بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ پنجابی تاریخ تفسیر میں سب سے اولین اور مکمل تفسیر ''تفسیر محمدی ملقب بہ موضح فرقان'' ہے۔اس کے بعد دوسری تفسیر ''تفسیر نبوی'' ہے جو مولوی نبی بخش حلوائیؒ کی کاوش ہے۔ان کے علاوہ جتنی بھی تفاسیر پنجابی زبان میں دستیاب ہیں۔وہ سب کی سب نامکمل ہیں۔

۲۔اختصار و جامعیت:

تفسیر محمدی کی دوسری بنیادی خصوصیت اختصار و جامعیت ہے۔ نہایت مختصر عبارت میں آیات کی تفسیر بیان کر دی گئی ہے۔ زبان بڑی سلیس اور سادہ ہے۔مختصر الفاظ میں معانی و مطالب کو سمجھایا گیا ہے۔ اختصار قرآن حکیم کا نمایاں اعجاز ہے۔حافظ صاحبؒ نے اپنی تفسیر میں بھی اس اعجاز کو برقرار رکھا ہے۔

اختصار کا لازمی نتیجہ جامعیت ہے۔ معانی و مفہوم کو بیان میں واضح کرنے کے لیے جامع الفاظ کی ضرورت پیش آتی ہے۔جس سے کلام میں نکھار پیدا ہوتا ہے۔اور جامعیت و اختصار کی خوبی پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ تفسیر محمدی میں اختصار و جامعیت کی خوبی بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔مثلاً آیت:

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ من يَّشَاءُ ط وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ٥ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''تے اللہ خاص کرے جس چاہے نال نبوت رحمت

تے اللہ صاحب فضل وڈے دا انت شمار نہ نعمت''[۸]

اسی طرح سورۃ النساء کی آیت نمبر ۶۰ کی ابتدائی حصہ کی تفسیر اس ایک شعر سے کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

تو ڈٹھا نہیں انہاں ول جنہاں سخن زبان الایا

جو منیاں انہاں جو تیں ول نازل بھی جو اگے آیا[۹]

۳۔فقہاء اور محدثین کی قربت کا ذریعہ:

آپؒ نے تفسیر محمدی سے قبل فقہ کے موضوع پر ایک کتاب انواع بارک اللہ تحریر فرمائی تھی۔ جس میں احکام و مسائل کو فقہ حنفی کے مطابق بیان کیا۔ پھر جب فقہ حنفی سے مسلک حدیث کی طرف آئے تو حدیث کے مطابق احکام مسائل کو عوام تک پہنچانے کے لیے "انواع محمدی" کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی۔ جس میں محدثین کے مسلک اعتدال کو واضح کیا۔ اور دین اسلام کے مسائل و احکام کو احادیث رسولﷺ کی روشنی میں بیان کیا۔

اس طرح حافظ صاحبؒ نے فقہ اور حدیث میں قربت پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اور جو اہل فقہ اور اہل حدیث میں بُعد پایا جاتا ہے اس کو کافی حد تک کم کیا ہے۔

تفسیر محمدی کے اندر بھی حافظ صاحبؒ نے اس مسلک اعتدال کو اپنایا ہے۔ اور قرآن حکیم کے احکام و مسائل میں پائے جانے والے فقہی اختلافات کو احادیث کی روشنی میں دور کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے اور قرآن مجید کی توضیح و تفسیر فقہی بنیادوں پر کرنے کی بجائے تفسیر بالماثور کو ترجیح دی ہے۔ جس سے فقہی اختلافات میں نمایاں کمی ہوئی ہے۔ مثال کے طور پر سورہ نساء کی آیت ۵۹ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

ہے مقصود اس آیت تھیں جد جھگڑا اہل علم نوں
پوے تا طرف قرآن حدیث لیاون اوس حکم نوں
جو نال قرآن حدیث موافق پاون عمل کماون
خلاف قرآن حدیث جے حاکم کہے تا پاس نجاون ۱۰

اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ جب اہل ایمان میں اختلاف رائے ہو تو قرآن و حدیث سے راہنمائی حاصل کی جائے۔ جو بات قرآن و حدیث کے مطابق ہو اس پر عمل کیا جائے اور اگر حاکم بھی اس کے برعکس حکم دے تو اس کی بات نہ مانی جائے۔

احادیث کی روشنی میں اس آیت کی تفسیر اس انداز میں کرتے ہیں:۔

جو نبی کہیا فرمانبرداری میری طاعت رب دی
تے میری بے فرمانی کرنی ہے معصیت رب دی

جس منیاں حکم امیر سو اس نے سنیاں آکھیا میرا
جو بے فرمان امیر سو میرا بے فرمان ودھیرا ۱۱

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اطاعت دراصل اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور میری نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

سنت نبویؐ کی فرمانبرداری کے متعلق امام ابوحنیفہؒ کا نکتہ نظر واضح کیا ہے۔ کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یا قول اصحابہ مل جائے تو میری بات کو چھوڑ دو۔

جو ابن مبارک کہیا جو ابوحنیفہؒ خود فرمایا
جاں آوے حکم نبی تھیں سر اکھیں پر منن آیا
بھی روضۃ العلماء اندر ایہ قول امام ایہائی
جو چھوڑو قول میرے نوں نال حدیث نبی دے بھائی
بھی قول میرے نوں چھوڑو جد تساں پہنچے قول اصحاباں
بھی جداں حدیث صحیح ملے سو میرا مذہب تاباں
ہن کچے حنفی قول نہ چھوڑن الٹ حدیث قرآنوں
جو سچے حنفی ابو حنیفے منن مت ایمانوں ۱۲

مندرجہ بالا اشعار کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حافظ صاحبؒ نے تفسیر محمدی میں مسلک اعتدال کو اختیار کیا ہے اور فقہا اور محدثین کے درمیان پائے جانے والے اختلاف کو دور کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔

۴۔ منہج سلف صالحین کو اولیت:

تفسیر محمدی کے اندر حافظ صاحبؒ نے سلف صالحین کے تفسیری منہج کو ترجیح دی ہے۔ کسی بھی حکم کے بارے میں تمام احادیث کو بیان کیا ہے اور تمام ائمہ کے اقوال کو بغیر تعصب کے جمع کیا گیا ہے۔ تمام اقوال و آثار کو بیان کر کے سنت کے مطابق مسئلے کا حل پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ جس سے قاری کے لیے مسنون طریقہ معلوم کرنا نہایت آسان ہو جاتا ہے۔

سورہ فاتحہ کے نزول اور سورہ فاتحہ کی آیات کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:۔

سورت فاتحہ قول صحیح وچہ مکے نازل ہوئی ہک مدنی کہن جو وچہ مدینے آئی شک نہ کوئی
بعضے کہن دو واری لتھی مکے ہور مدینے پہلا قول صحیح زیادہ عالم کہن نگینے
نال اجماع ایہی ست آیت پہلی ہے بسم اللہ انعمت علیہم اوپر نہ آیت قول علی عبداللہ
تے بعضے آکھن ست آیت بسم اللہ باجہ ایہائی انعمت علیہم اوپر آیت ستویں انہاں ٹھہرائی
پہلے کہن دلیل جو اول مصحف وچہ لکھیوے غیر قرآن نہ مصحف اندر لکھن روا رکھیوے
دوجے کہن جو وچہ نمازاں پڑھن بلند نہ آئی جے فاتحہ آیت ہوندی تا اس وانگ پڑھیندے بھائی
ترے نام اس دے ہک فاتحہ ام کتاب بھی سبع مثانی فاتحہ یعنی شروع قرآن تے اصل مڈھ اس جانی
معنی سبع جو ست آیات مثانی کہن دوبارہ ہر وچہ نماز دوبار پڑھیوے ہور قرآن اکارہ۱۳

صحیح قول کے مطابق سورۃ فاتحہ مکہ میں نازل ہوئی۔ دوسری رائے کے مطابق مدینہ میں نازل ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ دومرتبہ نازل ہوئی۔ علماء کی رائے میں پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ اس بات پر اجماع ہے کہ اس کی سات آیات ہیں۔ پہلی آیت بسم اللہ ہے اور انعمت علیہم پر آیت نہ ہے۔ یہ حضرت علی بن ابی طالبؓ اور حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے۔ اور بعض کے نزدیک سات آیات بسم اللہ کے علاوہ ہیں۔ انعمت علیہم پر الگ آیت ہے۔ پہلے گروہ کے مطابق اس کی دلیل یہ ہے کہ چونکہ بسم اللہ مصحف میں لکھی جاتی ہے اور غیر قرآن مصحف میں لکھنا جائز نہ ہے۔ دوسرے گروہ کے نزدیک بسم اللہ نماز میں بآواز بلند نہیں پڑھی جاتی اگر یہ آیت ہوتی تو دوسری سورت کی طرح یہ بھی تلاوت کی جاتی۔ اس سورت کے تین نام ہیں۔ فاتحہ، ام الکتاب، سبع مثانی۔

۵۔ذاتی رائے سے اجتناب:

حافظ محمد صاحبؒ نے تفسیر محمدی کے اندر قرآنی آیات کی تفسیر کرتے ہوئے احادیث، اقوال صحابہؓ و تابعین اور ائمہ اربعہ کے اقوال کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور جمہور علماء کی رائے کو واضح طور پر ملحوظ رکھا ہے۔ پورے قرآن مجید کی تفسیر میں آثار و اقوال کی روشنی میں جمہور علماء کی رائے بیان کی ہے۔ اور کسی مقام پر بھی اپنی رائے کا اظہار نہیں کیا بلکہ سنت کے مطابق اقوال و آثار کی روشنی میں صحیح مسلک حق پیش کیا ہے اور اسلام کی اصل روح کو اجاگر کیا ہے۔

۶۔فقہ مقارن کے لحاظ سے مسائل کا حل:

حافظ صاحب نے تفسیر محمدی میں مسائل کا حل پیش کرتے ہوئے آثار واقوال کے علاوہ ائمہ اربعہ کی آراء کو بھی بیان کیا ہے۔ائمہ اربعہ کی آراء کو بیان کرتے ہوئے تعصب سے کام نہیں لیا۔ بلکہ بلاتعصب تمام فقہا کی آراء کو الگ الگ بیان کیا ہے تا کہ تمام فقہاء کا نکتہ نظر سامنے آسکے۔ فقہاء کی آراء کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ سنت نبوی کو بھی واضح طور پر بیان کیا ہے۔تا کہ قاری فقہ اور سنت میں فرق سمجھ سکے۔فقہ مقارن کے مطابق مسائل کا حل پیش کرتے ہوئے راہ اعتدال کو بھی خوب اچھے طریقے سے اجاگر کیا ہے تا کہ قاری مسنون طریقے کو صحیح معنوں میں سمجھ سکے اور اس پر عمل کر سکے۔ فقہاء کی آراء کو بیان کرنے میں وسیع ظرفی کا مظاہرہ کیا ہے۔سورہ فاتحہ کی تفسیر میں فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ اس اسلوب کی بہترین مثال ہے۔آپؒ لکھتے ہیں:۔

اس مسئلے وچہ اہل علم نوں اختلاف ایہائی
اصحاباں ہور تابعیناں بھی وچہ اماماں بھائی
ہک فاتحہ واجب آکھن بھاویں وقت بلند قرأت
ایہ عمرؓ علیؓ عثانؓ معاذؓ بھی ابن عباسؓ روایت
ایہ پنج اصحاب تے شافعی ہور اوزاعی ایہ فرماون
تے بعضے وقت بلند خموشی ہولی وقت پڑھاون
ایہ ابن عمرؓ ہور عروہؓ قاسمؒ ابوبکرؓ دے پوتے
بھی زہری مالک ابن مبارک احمدؒ دُر پروتے
تے بعضے کہن نہ ہولی وقت نہ وقت بلند پڑھیوے
ایہ جابرؓ تے سفیان ثوری ہور آکھن حنفی دیوے
منع والیاں دی سند جو سورت اعراف دے آخر آیت
فاستمعوا وانصتوا تھیں پچھلیاں منع قرأت
جو واجب کہن سو فاتحہ باجھوں پڑھنا منع بتاون
فاتحہ پڑھن حدیثوں ثابت ترمذی کنوں جو لیاون
عبادہ کہے نماز فجر دی حضرت نبیؐ پڑھائی
بند قرأت ہوئی تا بعد سلاموں آکھیا بھائی

تسیں مگر امام قرأت پڑھدے یاراں آکھیا آہو
آکھیا نبیؐ جو فاتحہ باجھ نہ راہ قرأت جاہو
ہک فاتحہ پڑھو ضرور جو فاتحہ باجھ نماز نہ کائی
ایہہ سب تفسیر معالم اندر بغوی لکھیا بھائی
ہدائے وچہ محمد فاتحہ پڑھنا نیک بتایا
کارن احتیاط بھی احمد وچہ تفسیر لیایا
جو صوفیاں ہور مشائخ حنفیاں طرف جے ویکھیں پیارے
تا وانگ محمد فاتحہ پچھلیاں احسن جانن سارے
آمین آکھن فاتحہ پچھے سنت وچہ نمازاں
اس معنی یا رب کر توں اینویں کریں قبول نیازاں
ہولی کہن یا اچی سنت اختلاف ایہائی
اصل ادا ہر صورت وچہ نا کر جھگڑا بھائی[۱۴]

اس مسئلے میں اہل علم، اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ، تابعین اور ائمہ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک گروہ فاتحہ کو واجب قرار دیتا ہے۔ چاہے قرأت بلند آواز میں ہو۔ یہ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت معاذؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے۔ امام شافعیؒ اور اوزاعیؒ کی رائے بھی یہی ہے اور بعض جہری نماز میں خاموشی اور سری نماز میں فاتحہ پڑھنے کے قائل ہیں۔ جن میں حضرت ابن عمرؓ، حضرت عروہؓ قاسم جو حضرت ابوبکرؓ کے پوتے ہیں۔ اور امام مالکؒ، زہریؒ، اور ابن مبارکؒ اور احمد بن حنبلؒ شامل ہیں۔ حضرت جابرؓ ، سفیان ثوریؒ اور اہل احناف فاتحہ خلف الامام کے قائل نہیں۔ ان کی دلیل سورہ اعراف کی آیت فاستمعوا وانصتوا ہے جو فاتحہ کو واجب کہتے ہیں۔ فاتحہ کے علاوہ تلاوت سے منع کرتے ہیں۔ ترمذی کی حدیث میں فاتحہ پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔ حضرت عبادہؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی۔ سلام پھیرنے کے بعد آپؐ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم امام کے پیچھے قرأت کرتے ہو۔ صحابہؓ نے فرمایا ہاں۔ آپ نے فرمایا فاتحہ کے علاوہ قرأت نہ کیا کرو۔ کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ یہ سب امام بغویؒ نے تفسیر معالم میں تحریر کیا ہے۔ ہدایہ میں امام محمدؒ نے فاتحہ کو پڑھنا جائز قرار دیا ہے۔ احمد جس کو لوگ ملاں جیون کہتے ہیں اور تفسیر احمدی کے مصنف لال احمد لکھتے ہیں۔ کہ اگر تو صوفیاء و مشائخ حنفیوں کو دیکھے گا تو

سب کو امام محمدؒ کی طرح فاتحہ کو پڑھنا اچھا سمجھنے والا پائے گا۔ نماز میں فاتحہ کے بعد آمین کہنا سنت ہے۔ اس کے معنی ہیں یا رب دعائیں قبول فرما۔ اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ آمین بلند آواز سے کہی جائے یا آہستہ کہی جائے۔ بہر صورت امین کہنے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

اس خلاصہ سے حل مسائل میں تفسیر محمدی کا انداز اور منہج تفسیر کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

۷۔ نحوی اشکال کی وضاحت:

تفسیر محمدی میں حافظ صاحبؒ نے حاشیہ پر مختلف نحوی اشکال کی وضاحت فرمائی ہے۔ اور لغات کا حل بھی بیان کیا ہے۔ اور مختلف احادیث اقوال کے حوالہ جات جو متن کے درمیان میں دیے گئے ہیں ان کی وضاحت اسی صفحے کے حاشیے پر کر دی گئی۔ اور کہیں کہیں مشکل الفاظ کی تشریح بیان کی ہے۔ اور بعض جگہوں پر نحوی مشکلات کا حل پیش کیا ہے۔ جس سے مطالعہ کرنے والے کے لیے تفسیر کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ مثلاً سورہ فاتحہ کی ابتداء میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ اور اس کی تفسیر میں رحمٰن اور رحیم کا فرق واضح کیا گیا ہے۔ اور اسکی وضاحت کرتے ہوئے حافظ صاحبؒ حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

''قاضی ثناء اللہ نے لکھیا ہے جو حق ایہ ہے جو رحمٰن زیادہ ہے وچہ مبالغے دے واسطے زیادہ ہونے حرفاں دے جو پنج حرف ہے تے رحیم چار حرف ہے۔ اس واسطے رحمٰن خاص واسطے اللہ دے نہ رحیم واللہ اعلم بالصواب ۱۲ منہ''۔ ۱۵

اسی طرح سورہ فاتحہ کی تفسیر میں الحمد کی وضاحت کرتے ہوئے حوالہ نمبر ۲ میں حاشیہ پر لکھتے ہیں:۔

''قولہ سب تعریف الخ ایہ الف لام وچہ الحمد دے واسطے جنس دے ہے۔ بشارت ہے طرف اس چیز دی جو پچھاندا ہے اوسنوں ہر کوئی یا واسطے استغراق دے ہے۔ یعنی تمام تعریفاں واسطے اللہ دے ہیں ہر تعریف ہر حمد کرنے والے تھیں''۔ ۱۶

اسی طرح حمد کی وضاحت یوں فرماتے ہیں:۔

''معنے حمد الخ وچہ مظہری دے لکھیا ہے جو حمد تعریف ہے نال زبان دے اوپر خوبی اختیاری دے خواہ اوہ خوبی نعمت دینے دی ہووے خواہ ہور کجھ پس حمد عام تر ہے شکر تھیں وجہ متعلق دے یعنی وچہ سب تعریف دیدے جو شکر خاص ہے نال نعمت ایزدی دے تے حمد خاص نہیں نال اسدے اپر حمد خاص ہے نال زبان دے تے شکر عام ہے کدی نال زبان دے تے کدی خدمت ہتھاں دی کدی اعتقاد دی جو جانے سب نعمت اس دی طرفوں ہے''۔ ۱۷

اسی طرح سورہ فاتحہ کی تفسیر میں رب کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"معنے رب دا مالک چیز دا ہے۔ جویں رب المال، مالک مال دا۔ رب البیت، مالک گھر دا تے رب پرورش کرنے والے نوں بھی کہندے ہیں یعنی تربیت کرنے والا تے پالنے والا تے عربی تعلیم کرنے والا ادب سکھانے والا ہے"۔ ۱۸

سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۴۷ کی تفسیر کرتے ہوئے الحق کی وضاحت یوں کی ہے:

"الحق یا خبر ہے مبتدا محذوف دی یعنی ہذا الحق ایہ سچ ہے تے من ربک حال یا خبر دوجی ہے۔ یا الحق مبتدا ہے تے من ربک خبر ہے۔ مبتدا دی یعنی حق اوہ چیز ہے جو ثابت ہے۔ رب تیرے تھیں جو توں اوپرا وسدے ہیں۔ نا اوہ جو اہل کتاب اوپرا وسدے ہیں۔ ایہ وچہ مظہری دے لکھیا ہے"۔ ۱۹

۸۔ نقلیات کی جامع:

تفسیر محمدی کے اندر حافظ صاحبؒ نے کسی مسئلے کے بارے بیان ہونے والے تمام اقوال و آثار کو نقل کیا ہے اور مختلف کتابوں کی تمام نقلیات کو جمع کر دیا ہے۔ تاکہ کسی بھی مسئلے کے تمام پہلو واضح ہو جائیں اور کوئی پہلو مبہم نہ رہے۔ تمام مسائل کی تفسیر اور وضاحت کرتے ہوئے اس کے متعلق تمام نقلیات کو جمع کر دیا گیا ہے۔ وضاحت کے لیے سورہ النساء کی آیت کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔ آپ لکھتے ہیں:۔

"وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا. اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ حَسِيْبًا ○ ۲۰

تے جس وقت دعا دتی جاوے تسانوں نال سلام دے پس دعا دیہو نال بہتر اوس تھیں یا موڑ دیہو اوہا تحقیق اللہ اوپر ہر چیز دے لیکھا کرنے والا ہے"۔

جد آکھیا گیا سلام تساں فر بہتر دیہو جواباں
یا اوہو فیر دیہو رب ہر شے کردا خوب حساباں

تحیت مصدر حیاک اللہ عادت عرب دعائیں
یعنے تدہ جوائے اللہ لمی عمراں تائیں

جاں دین اسلام ہویا اس بدلے رب سلام بتایا
السلام علیک ایہا النبی آپ خدا فرمایا

بخاری مسلم ابوہریریوں کہیا نبیؐ فرمایا
جاں اللہ آدم خلقیا سٹھ گز لماں قد او پایا

فر حکم کیتا ونج آکھ سلام جماعت ملکاں تائیں
تے سن کیا کہن جواب تیرا اوہ دلوچہ یاد لکائیں

اوہ تیری ہور اولاد تیری دے حق تحیت آیا
ونج آدم کہیا سلام علیکم انہاں جواب الایا

السلام علیک و رحمۃ اللہ ملکاں لفظ ودھایا
ایہ احسن معنے اینویں کہن زیادہ افضل آیا ۲۱

ان اشعار میں آیت کا مفہوم بیان کیا گیا ہے اور لفظ تحیۃ کی وضاحت کی ہے۔ بخاری و مسلم سے منقول روایات سے لفظ احسن کی تفسیر کی گئی ہے۔

آیت کی تفسیر میں مزید احادیث نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

کرو مصافحہ کینہ جاوے ہدیہ پیار ودھاوے　　ایہ مالک وچہ موطا لکھیا پیغمبرؐ فرماوے
جاں دو مومن کرن مصافحہ رہے گناہ نہ کوئی　　ایہ بیہقی شعب ایمانوں مظہری والا لکھ گیوئی
حَسِیبًا رب حساب کنندہ بدلہ دیون والا　　ہک کہن حفیظاً معنی یعنے ہر شے دا رکھوالا
اوہ حق حقوق بندیاں دے ہک دوجے تے جو کجھ آئے　　جویں نچھ جواب سلام بھی لیکھا رکھے بھل نہ جائے
مومن اپر مومن دا حق وچہ حدیثاں آیا　　وچہ بیماری پچھن مویاں جنازہ نبی فرمایا
بھی دعوت کرن قبول تے ملیاں کہن سلام ایہائی　　بھی نچھ جواب بھی خیر خواہی وچہ ترمذی ہور نسائی
بھی نا دکھ دیون نیکی دسن منع کرن برایایوں　　تے بھلے راہ ویکھاون کر کے یاری کڈھ اکھیایوں[۲۲]

آیت کی تفسیر میں منقول تمام روایات کو نہایت عمدگی سے مجتمع کر دیا گیا ہے۔

۹۔ جدید نظریات سے پاک:

تفسیر محمدی میں اسلام کا حقیقی اور صحیح نبویؐ تصور پیش کیا گیا ہے۔ تمام فلسفیانہ تصورات اور اعتقادات کو دین اسلام کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔ جدید ذہن کے فرسودہ نظریات کی دین اسلام کی روشنی میں تردید کی گئی ہے اور اسلام کا حقیقی رخ واضح کیا ہے۔ عقائد اسلام کے بارے میں جدید ذہن کے شکوک و شبہات کو دلائل کے ساتھ دور کیا ہے۔

جدید ذہن میں وجود ملائکہ، جن، شیاطین اور آسمانوں کے بارے میں جو منفی رجحانات پائے جاتے ہیں۔ ان کا قرآن اور حدیث کی روشنی میں رد کیا ہے۔

کرامات و معجزات کا انکار کرنے والوں اور قرآن مجید میں بیان ہونے والے قصص اور ولادت عیسیٰؑ اور حیات مسیحؑ کے بارے میں غلط نظریات کے حامل ذہن کی دلائل کے ساتھ صحیح راہنمائی کی ہے۔ اس طرح تفسیر محمدی جدید ذہن کے نظریات و تصورات سے بالکل مبرا اور پاک ہے۔ حجیت حدیث کے منکرین کی بیخ کنی کی گئی ہے۔

۱۰۔ فکر ولی اللّٰہی کی پنجابی زبان میں ترجمانی:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قومی زندگی کے ایک بڑے نازک دور میں پیدا ہوئے۔ ان کا ظہور

اس زمانے میں ہوا جب اسلامی حکومت کی بنیادیں اکھڑ رہی تھیں اور اس ملک میں صدیوں کے جاہ وجلال سے حکومت کرنے کے بعد مسلمان اس قدر آرام طلب اور کمزور ہو گئے تھے کہ وہ مرہٹوں اور سکھوں کے مقابلے میں تساہل سے کام لیتے تھے۔

ان حالات میں شاہ ولی اللہؒ نے امت مسلمہ کو بربادی سے بچانے اور اسلامی حکومت کے احیاء کے لیے کوششیں جاری رکھیں اور برصغیر کے مسلمانوں کے ذہنی اور روحانی اختلافات کو مٹانے کے لیے شب وروز محنت کی۔ قرآن اور حدیث، فقہ، تصوف میں سالہا سال کی محنت کے بعد ایک ایسا دستور العمل مرتب کیا جس سے امت مسلمہ میں اختلافات کم ہوئے اور قرآن وسنت کے علوم کی روشنی میں پوری قوم متحد ہو کر کفر کا مقابلہ کرنے کے قابل ہو گئی۔

حضرت حافظ محمد لکھویؒ نے شاہ ولی اللہؒ کی اسی فکر کو اپنے سینے میں بسایا اور اس فکر کو اہل پنجاب کے سامنے پیش کیا۔ اہل پنجاب کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کروانے کے لیے ولی اللّٰہی فکر کے مطابق قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر پنجابی زبان کے اندر پیش کیا۔ اور تمام اسلامی علوم حدیث، فقہ، صرف ونحو تصوف کو عربی اور فارسی زبان سے پنجابی زبان میں منتقل کیا۔ اس طرح اہل پنجاب کے اندر نئی اسلامی تحریک پیدا ہوئی۔ اور اہل پنجاب میں پائے جانے والے مذہبی، ذہنی ونظریاتی اختلافات کو کم کرنے کی کوشش کی۔ قرآن وسنت کی روشنی میں اہل اسلام کے سامنے ایک ایسی راہ اعتدال پیش کی۔ جس پر چلتے ہوئے امت مسلمہ کے اندر اتحاد واتفاق کی راہ ہموار ہوئی۔

تفسیر محمدی میں بھی فکر ولی اللّٰہی نمایاں ہے۔ اس طرز میں یہ تفسیر شرف تقدم رکھتی ہے۔ خاندان شاہ ولی اللہ کی تفسیری فکر سے مربوط اور متاثر ہے۔ شاہ ولی اللہ کی طرز فکر کے مطابق ''فتح الرحمٰن'' فارسی ترجمہ قرآن کی روشنی میں قرآن مجید کا ترجمہ پنجابی نثر میں پیش کیا ہے۔ اور فوز الکبیر اور فتح الخبیر کے اندر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اصول علم تفسیر بیان کیے ہیں۔ تفسیر محمدی میں آپؒ نے ان اصولوں کو بھی مدنظر رکھا ہے۔ فوز الکبیر میں بیان ہونے والے علوم پنجگانہ کا تذکرہ کرتے ہوئے حافظ صاحبؒ تفسیر محمدی کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

ہن شاہ ولی اللہ دہلوی اندر فوز کبیر لیایا　　جو وچہ قرآن بیان علم ہے پنجے قسم ٹھہرایا
اول علم احکام شریعت واجب استحبابوں　　ہور مباح مکروہ حراموں ہویا بیان صوابوں
اوہ قسم عبادت تھیں احکام یا معاملیاندی قسموں　　یا تدبیر معاش گھراں یا ملک سیاست رسموں

اسدی سب تفصیل فقہ وچہ کیتی شرح فقیہاں　　　دوجا جھگڑا چونہہ فرقیاندا جو گمراہ سفیہاں
یہود نصاریٰ مشرک ہور منافق فرقے چارے　　　وچہ علم کلام تنہاں جھگڑیاندے ویکھ فروع پیارے
تیرجا ذکر آلاء اللہ خود ذکر کرے انعاماں　　　زمین آسمان پیدائش ذکر صفات کمال تماماں
چوتھا ذکر ایام اللہ جو اگلیاں قوماں قصے　　　بے فرماناں قہر عذاب تے نیکاں فضلوں حصے
پنجواں ذکر جو موتوں پچھے حشروں نشر حسابوں　　　جنت دوزخ وزن اعمال صراط عذاب ثوابوں۲۳

سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۷۳ کی تفسیر میں حافظ صاحبؒ خاندانِ ولی اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِير وَمَا اُهِلَّ بِهٖ
تحقیق حرام کیتس اپر تساڈے مردار تے لہو تے گوشت خوکدا

جو جہت تقرب غیراللہ دے بندیاں نذر کریندے　　　اوہ بندے نیک بیزار انہاں تھیں راہ شیطانی وہندے
میں وچہ حصن الایمان اوہ مطلب سب عزیزی والا　　　موجز کر کے لکھیا روشن عامی پڑھے سوکھالا
عزیزی والا وڈا محدث مجتہد جگ جانے　　　شمس الہند کہن تس عالم عربی دور ٹکانے
بھی والد اوسدا شاہ ولی اللہ بحر علوم ایہائی　　　تے شاہ رفیع الدین تے عبدالقادر اسدا بھائی
تے اسمٰعیل شہید بھتیجا ٹھاٹھاں علم ابھارے　　　تے مولانا اسحاق نواسہ جگاندے جگ تارے
پورب ہند پنجاب بنگلہ دکھن سندھ ولایت　　　خوشہ چین انہاندے گھر دے عالم اہل ہدایت
ایسا عالی شان گھرانہ ہور نہ سنیاں کوئی　　　لبنہاں ملکاں اندر ہرنوں فیض انہاں تھیں ہوئی
ایہ سارے سنے شاگرداں قائل حرمت اس حیوانے　　　جو غیراللہ دیکارن مشرک کردے نذر دیوانے۲۴

۱۱۔ وحدۃ الوجود کی تردید:

حافظ محمد بن بارک اللہؒ نے اپنی تفسیر میں نظریہ وحدۃ الوجود کی نفی کی ہے اور دلائل کے ساتھ وحدت الوجود کا رد کیا ہے۔ اور تردید کا انداز ایسا اختیار کیا گیا ہے کہ قاری متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ پڑھنے والے اور غور کرنے والے پر حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ سورۃ اخلاص کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

کہن وجودی ہر شی اللہ اوس بن ہور نہ کوئی
تے ہر شے ہے محتاج اللہ صمد کویں پھر ہوئی

ایہ کہن جنہانوں اللہ اوہ سبہ دسن پیندے کھاندے
بھی جمدے جندے دھیاں پتر بیمار ہوندے مر جاندے

پھر جو کہن انہانوں اللہ دینوں عقلوں خالی
ایہ عقل تے نقل خلاف عقیدہ بات دیوانیاں والی

ہے اللہ ہک صمد جو اوسنوں حاجت مول نہ کائی
نہ جنے نہ جے خویش نہ جسنوں لائق اوہ خدائی ۲۵

۱۲۔صفات سبع یا سات خوبیاں:

مولانا معین الدین لکھوی تفسیر محمدی کی خوبیوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جامعہ محمدیہ کے سابق شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبدہٗ رحمۃ اللہ علیہ کی خواب میں حافظ محمدؒ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ مولانا محمد عبدہٗ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حافظ صاحبؒ سے پوچھا کہ آپ کی تفسیر محمدی کی کیا خوبیاں ہیں۔ حضرت حافظ صاحبؒ نے جواب دیا کہ میری تفسیر کی ''سات خوبیاں'' ہیں۔مولانا محمد عبدہٗ کہتے ہیں کہ حافظ محمدؒ نے اتنا ہی کہا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی۔

چنانچہ بقول مولانا معین الدین لکھوی مولانا محمد عبدہٗ نے اس خواب کا تذکرہ میرے پاس کیا۔ اور پھر بڑے بھائی حضرت مولانا محی الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ سے کیا اور سات خوبیوں کے بارے میں پوچھا انہوں نے بھی کوئی جواب نہ دیا۔

بقول لکھوی صاحب اسی دوران والدگرامی حضرت مولانا محمد علی مدنیؒ جو کہ مدینہ منورہ رہائش پذیر تھے۔ مدینہ منورہ سے پاکستان آئے تو مولانا محمد عبدہٗ صاحب نے اسی خواب کا تذکرہ مولانا محمد علی مدنیؒ سے کیا اور ''سات خوبیوں'' کے بارے میں سوال کیا کہ وہ سات خوبیاں کیا ہیں۔مولانا معین الدین صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ نے یہ بات سنتے ہی فوراً فرمایا کہ قرآن پاک میں ''استوی علی العرش'' کا ذکر سات مقامات پر ہوا ہے۔ اور ساتوں مقامات پر حافظ محمد صاحبؒ نے اس کی تاویل نہیں کی۔یہی تفسیر محمدی کی سات خوبیاں ہیں۔

حافظ محمد صاحبؒ سورہ اعراف میں ''استوٰی علَی العَرشِ '' کی تفسیر کرتے ہوئے حاشیہ ۳ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

> ''شاہ ولی اللہ صاحب تے فرزند اونہاندے شاہ رفیع الدین تے عبدالقادر رحمھم اللہ نے 'استویٰ' قرار کرنا لکھیا ہے۔ تے امام ابوحنیفہؒ نے وچہ کتاب الوصیت دے قرار دی نفی کیتی ہے۔پس ترجمہ قرار والا ہے بے کیف جاننا چاہیے'' ۲۶

یعنی حضرت شاہ ولی اللہؒ اور ان کے فرزند حضرت شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر رحمھم اللہ نے ''استویٰ'' کا معنی قرار کرنا لکھا ہے۔ اور امام ابوحنیفہؒ نے کتاب الوصیت میں قرار کی نفی کی ہے۔پس ''استویٰ'' کا ترجمہ ومفہوم قرار والا ہے۔لیکن اس کو بلا کیف وکیفیت ماننا اور جاننا ضروری ہے۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ معین الدین لکھوی، مولانا، غیر منقسم پنجاب کا عظیم مصلح، (مقدمہ احوال الاخرۃ) اسلامی اکادمی، ۱۴۰اردو بازار لاہور، ۱۹۷۴ء، ص ۷

۲۔ نقوی، جمیل، اردو تفاسیر (کتابیات)، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۹۲ء، ص: ۱۴۱-۱۴۳

۳۔ ڈاکٹر محمد باقر، پنجابی میں قرآن کے مطبوعہ تراجم، (قرآن نمبر، سیارہ ڈائجسٹ) لاہور، ۱۹۸۸ء، ۳۵۸/۳

۴۔ اردو تفاسیر، ص ۱۴۵ تا ۱۴۸

5 Mofakhkhar Hussain Khan, Dr, The Holy Quran in south Asia, Bibi Akhtar prakasani, Dhaka, 2001, p176,

۶۔ اصغر علی، قرآن کریم کی پنجابی تفاسیر وتراجم، غیر مطبوعہ مقالہ، شعبہ علومِ اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور ۱۹۶۰ء، ص ۷۸

۷۔ البقرہ ۱۰۵/۲

۸۔ لکھوی، حافظ محمد، تفسیر محمدی ملقب بہ موضح فرقان، مکتبہ اصحاب الحدیث، حسن مارکیٹ مچھلی منڈی، اردو بازار، لاہور، ۲۰۰۲ء، جلد ا، ص ۸۸-۸۹

۹۔ ایضاً، ص ۴۲۴ ۱۰۔ ایضاً، ص ۴۲۳ ۱۱۔ ایضاً، ص ۴۲۴

۱۲۔ ایضاً ۱۳۔ ایضاً، ص ۷-۸ ۱۴۔ ایضاً، ص ۱۱-۱۲

۱۵۔ ایضاً، ص ۸ ۱۶۔ ایضاً ۱۷۔ ایضاً

۱۸۔ ایضاً ۱۹۔ ایضاً، ص ۱۲۰ ۲۰۔ النساء ۸۶/۴

۲۱۔ تفسیر محمدی، ص ۴۳۸-۴۳۹ ۲۲۔ ایضاً، ص ۴۴۰

۲۳۔ ایضاً، ص ۶-۷ ۲۴۔ ایضاً، ص ۱۳۸-۱۳۹

۲۵۔ تفسیر محمدی، جلد ۷، ص ۴۵۴ ۲۶۔ تفسیر محمدی۔ جلد ۲، ص ۱۶۹